باب
2

پاکستان میں مختلف مذاہب

اسلامی جمہوریہ پاکستان مسلم اکثریت کی ریاست ہے۔ جس میں دیگر مذاہب کے لوگ بھی آباد ہیں۔ پاکستان میں مسیحی، ہندو، سِکھ مت، بُدھ مت، جین، پارسی، بہائی، کالاش اور دیگر مذاہب کے ماننے والے بستے ہیں۔ ان تمام مذاہب کے لوگ نہ صرف باہم مل جُل کر امن وسکون سے رہتے ہیں بلکہ پاکستان کے تمام شہری ملک کے استحکام اور ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

اِسلام:

لغوی معنٰی کے لحاظ سے اسلام، اطاعت اور تسلیم ورضا کا دوسرا نام ہے۔ اسے دنیا کے بڑے مذاہب میں خاص مقام حاصل ہے۔ دُنیا میں تقریباً ایک ارب 97 کروڑ مسلمان ہیں اور اسلام اپنے ماننے والوں کی تعداد کے اعتبار سے دنیا کا دوسرا بڑا مذہب ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔

دینِ اسلام کے ابتدائی حالات:

اسلام کی تاریخ قدیم بھی ہے اور جدید بھی۔ قدیم اس لیے کہ اسلام ہی تمام پیغمبروں کا مذہب رہا۔ جو بھی نبی یا رسول اس کائنات میں آئے اُنھوں نے دینِ اسلام ہی کی تبلیغ کی ہے۔ یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم پر مکمل ہوا۔ یہ مذہب اس حوالے سے جدید ہے کہ اس کے پاس قیامت تک کے لیے ہر علاقے اور زمانے کے معاملات اور مسائل کا حل اور راہ نمائی موجود ہے۔

(خانہ کعبہ)

حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کے حالاتِ زندگی:

اللہ تعالٰی کے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم عرب کے مشہور شہر مکّہ مکرّمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کی پیدائش سے کچھ عرصہ پہلے آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کے والد حضرت عبد اللہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ جب

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی عمر چھے سال ہوئی تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی والدہ حضرت بی بی آمنہ بھی وفات پا گئیں۔اس کے بعد آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی پرورش کی۔ آٹھ سال کی عمر میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے دادا کی وفات ہوئی تو حضرت ابو طالب نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی کفالت کی ذمہ داری سنبھالی۔ حضرت ابو طالب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے چچا تھے۔حضرت ابو طالب کو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے بہت محبت تھی ۔ وہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے اپنے بچوں سے بڑھ کر شفقت فرماتے تھے۔

حُلیہ مبارک اور حسنِ بے مثال:

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم بے مثال حسن و جمال اور کمالات سے متصف تھے۔رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں دیکھا گیا۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے حلیہ مبارک کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نہ زیادہ لمبے تھے،نہ پستہ قد بلکہ میانہ قد تھے،آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے بال مبارک نہ بالکل پیچ دار تھے نہ بالکل سیدھے،آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نہ موٹے بدن کے تھے نہ گول چہرے کے،البتہ تھوڑی سی گولائی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے چہرہ مبارک میں تھی (یعنی چہرہ انور نہ بالکل گول تھا نہ لمبا بلکہ دونوں کے درمیان تھا) اور رنگ سفید سرخی مائل تھا۔آنکھیں مبارک نہایت سیاہ تھیں اور پلکیں دراز، بدن کے جوڑوں کی ہڈیاں (مثلاً کہنیاں اور گھٹنے) موٹی تھیں ایسے ہی دونوں کندھوں کے درمیان کی جگہ بھی موٹی اور پُر گوشت تھی۔آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔سلسلۂ نبوت آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم پر اختتام پذیر ہوا،آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سب سے زیادہ سخی اور سچی زبان والے تھے،سب سے زیادہ نرم طبیعت اور سب سے زیادہ شریف النفس تھے۔آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو جو شخص یکا یک دیکھتا،مرعوب ہو جاتا تھا۔آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا وقار اس قدر زیادہ تھا کہ ہر دیکھنے والا رعب کی وجہ سے ہیبت میں آجاتا تھا۔

حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے معجزات:

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس کی نبوت و رسالت کے ثبوت کی دلیل کے طور پر معجزات عطا کیے،جن کو لوگوں کے سامنے پیش کر کے انبیائے و رسل علیہم السلام نے اپنے اعلان نبوت و رسالت کا ثبوت پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو بھی بے شمار معجزات عطا فرمائے گئے۔جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

1۔ غزوہ خیبر میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا لعاب دہن مبارک حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی دکھتی آنکھ کے لیے شفا کا سبب بنا۔

2۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو دیکھا جب کہ عصر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا۔لوگوں نے وضو کے لیے پانی تلاش کیا مگر نہ ملا تو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے پاس کچھ پانی لایا گیا۔آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اس برتن میں رکھا اور لوگوں کو وضو کرنے کا حکم دیا، چناں چہ میں نے دیکھا کہ پانی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی انگلیوں کے نیچے سے (چشمہ کی طرح) پھوٹ رہا تھا حتیٰ کہ سب لوگوں نے وضو کر لیا۔

3۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی انگلی کے اشارے سے چاند دوٹکڑے ہوگیا۔آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا پسینہ مبارک ہرطرح کے عطر سے زیادہ خوش بودار تھا۔

4۔ ایک صحابی کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ پرآپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے اپنادست اقدس پھیرا،تکلیف جاتی رہی اورٹانگ جڑگئی۔

غارِحرامیں خلوت نشینی:

حضوراکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم عرب کے لوگوں کی بُری عادات دیکھ کرغم زدہ رہتے تھے۔مکہ مکرمہ سے تقریباً پانچ کلومیٹرکے فاصلے پر پہاڑ کی چوٹی پرایک غار ہے جسے غارِحرا کہتے ہیں۔یہ غارجبل نورمیں واقع ہے۔نزولِ وحی سے پہلے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم اکثر غارِحرامیں تشریف لے جاتے اوروہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے۔آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا قیام کئی کئی روز غارِحرامیں رہتا۔

پہلی وحی:

رمضان المبارک کے مہینامیں ایک دن نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم غارِحرامیں عبادت میں مصروف تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام قرآن مجید کی چندآیات لے کرآپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے پاس آئے۔اس وقت آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی عمرمبارک چالیس برس تھی۔یہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم پرنازل ہونے والی پہلی وحی تھی۔اس وحی کے نزول سے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم پرلوگوں کی تعلیم وتربیت اورانھیں سیدھاراستہ دکھانے کی ذمہ داری ڈال دی گئی۔

خفیہ تبلیغ:

نزول وحی کے بعدتین سال تک نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے خفیہ طریقے سے اپنی تبلیغ کوجاری رکھااورصرف ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جوآپ کے بہت ہی قریبی ساتھی تھے۔نزول وحی کے فوراً بعد نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اورحضرت ابو بکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم پرایمان لائے۔حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت سعدبن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اورکئی دوسرے حضرات نے اسلام قبول کیا۔

اہل خاندان کواعلانیہ دعوت:

اللہ تعالیٰ کاحکم ملنے کے بعدحضوراکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے اپنے خاندان کے پینتالیس (45) افرادکوایک دعوت پر بلایا۔ کھانے کے بعدآپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے ان کواسلام کی دعوت دی۔آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے حاضرین سے پوچھا کہ دین کے معاملے میں میرا ساتھ کون دے گا ؟ تمام حاضرین خاموش رہے۔صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو اس وقت قریباً دس برس کے تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا محفل میں سے اُٹھے اوربولے،اگرچہ میری آنکھوں میں تکلیف ہے اورمیں سب سے چھوٹا ہوں اورمیری ٹانگیں بھی پتلی ہیں لیکن میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ساتھ دوں گا۔یہ سن کرلوگ توہنس پڑے لیکن حضوراکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو گلے سے لگالیا۔حضرت ابوطالب نے بھی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کواپنی حمایت کا یقین دلایا۔

عام تبلیغ:

حضورِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے لوگوں کو عام تبلیغ شروع کر دی۔آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم میلوں اور بازاروں میں جا کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے۔ بیت اللہ میں آنے والوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے۔آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے حرمِ کعبہ میں جا کر اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کا اعلان کیا۔ اس پر مشرکین نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا تاہم آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم وہاں سے خیریت سے واپس آ گئے۔قریش کی بھرپور مخالفت کے باوجود آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اسلام کی دعوت جاری رکھی اور اسلام پھیلتا گیا۔

قریش کی مخالفت اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی ثابت قدمی:

کفارِ مکہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی تعلیمات کو مسخ کرنے کے لیے جھوٹا پروپیگنڈہ کرنے لگے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں بلکہ پہلے لوگوں کے قصے اور کہانیاں ہیں۔جب قریش نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے چچا حضرت ابوطالب سے کہا کہ وہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو تبلیغ کے کام سے روکیں، تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنے محترم چچا سے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں، پھر بھی میں اپنا کام جاری رکھوں گا۔ یہاں تک کہ اسلام پھیل جائے یا اسلام پھیلاتے ہوئے میری جان چلی جائے۔

ہجرت کا مفہوم:

ہجرت کے لفظی معنٰی ترکِ وطن کے ہیں۔ہجرت کا مفہوم یہ ہے کہ کسی نیک مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے علاقے یا ملک سے دوسرے پُر امن علاقے یا ملک میں چلے جانا۔

ہجرتِ حبشہ:

حبشہ افریقہ کا ایک ملک ہے، جسے آج کل ایتھوپیا کہا جاتا ہے۔اس کے بادشاہ کو نجاشی کہا جاتا تھا۔قریش کے تمام تر ظلم کے باوجود مسلمان اسلام سے وابستہ رہے۔قریش کو اپنی تمام چالیں ناکام نظر آئیں تو انھوں نے مسلمانوں پر مزید ظلم کرنا شروع کر دیے۔ حضورِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے محسوس کیا کہ ایسے سخت حالات میں مسلمانوں کے لیے اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرنا مشکل ہوتا جا رہا ہے۔آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی اور فرمایا کہ جو چاہے وہ حبشہ جا کر اطمینان اور سکون کی زندگی گزارے کیونکہ وہاں کا بادشاہ بڑا انصاف پسند اور رحم دل ہے۔ چنانچہ حضورِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی اجازت سے گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ یہ حبشہ کی طرف پہلی ہجرت تھی۔ یہ نبوت کا پانچواں سال تھا اور رجب کا مہینا تھا۔حبشہ کی طرف اور مسلمان بھی جانے لگے۔تھوڑے عرصہ کے بعد قریش کے مزید ظلم وستم سے تنگ آ کر مسلمانوں نے دوبارہ حبشہ کی طرف دوسری ہجرت کی اور یہ نبوت کا چھٹا سال تھا۔اس مرتبہ 83 مردوں اور 19 عورتوں نے ہجرت کی۔قریش کو جب مسلمانوں کی روانگی کا علم ہوا تو وہ غصے میں آ گئے۔انھوں نے مسلمانوں کا پیچھا کیا،لیکن مسلمانوں کو حبشہ جانے والا ایک تیار بحری جہاز مل گیا۔وہ اس پر سوار ہو کر حبشہ پہنچ گئے۔ حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے مسلمانوں سے بڑا اچھا سلوک کیا۔وہاں مسلمان امن وسکون سے رہنے لگے۔

شعب ابی طالب میں محصوری:

پہاڑوں کے درمیان گھاٹی یا تنگ جگہ کو عربی میں ''شعب'' کہتے ہیں۔ یہ گھاٹی قبیلہ بنو ہاشم کی ملکیت تھی۔ قبیلے کے سر براہ حضرت ابو طالب تھے۔ اسی لیے اس کا نام شعب ابی طالب ہے۔قریش نے دیکھا کہ ان کے ظلم وستم کے باوجود اسلام پھیلتا جا رہا ہے۔قریش کو یہ معلوم ہوا، تو انھوں نے آپس میں ایک معاہدہ تحریر کیا کہ بنو ہاشم سے مقاطعہ یعنی مکمل معاشرتی بائیکاٹ کیا جائے۔ کوئی ان سے شادی بیاہ نہ کرے۔ ان سے کوئی لین دین نہ کیا جائے۔قریش کا مقصد یہ تھا کہ حضرت ابو طالب تنگ آ کر حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو ان کے حوالے کر دیں گے۔ یہ معاہدہ تحریری شکل میں لایا گیا اور بنو ہاشم حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی حفاظت کی غرض سے شعب ابی طالب میں چلے گئے۔ یہ معاہدہ کعبہ کی دیوار پر لٹکا دیا گیا۔ یہ نبوت کا ساتواں سال اور محرم کا مہینا تھا۔

قریش نے اس معاہدہ پر بڑی سختی سے عمل کیا۔ انھوں نے کھانے پینے کی کوئی چیز مسلمانوں تک نہ پہنچنے دی۔ یہاں تک کہ محصور افراد کو اپنی بھوک مٹانے کے لیے درختوں کے پتے بھی کھانا پڑے۔ بھوکے بچوں کے رونے کی آوازیں گھاٹی سے باہر آتی تھیں تو قریش انھیں سن کر رحم کھانے کے بجائے خوش ہوتے تھے۔ البتہ ہشام بن عمرو اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھتیجے حکیم بن حزام کبھی کبھی خفیہ طور پر کچھ غلہ بھجوا دیتے تھے۔تین سال کا عرصہ انہی کٹھن حالات میں گزرا۔قریش کے کچھ لوگوں نے اس معاہدہ کو ختم کرنے کی کوشش بھی کی لیکن انھیں کامیابی نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی اور معاہدے کے کاغذ کو دیمک کھا گئی اور صرف اللہ کا نام موجود رہا۔اس کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے دی۔حضرت ابو طالب نے قریش مکّہ کو کہا کہ معاہدہ دیمک کھا گئی ہے۔قریش نے معاہدہ دیکھا، تو ویسا ہی پایا جیسا انھیں بتایا گیا تھا۔ چنانچہ انھوں نے کچھ بحث وتکرار کے بعد اس معاہدہ کو ختم کر دیا اور شعب ابی طالب کا محاصرہ اور مقاطعہ ختم کر دیا۔

عامُ الحزن:

عربی زبان میں عامُ کا معنی ''سال'' اور حزن کا معنی ''غم'' ہے۔اس طرح عامُ الحُزن" کا معنی ''غم کا سال'' ہے۔ نبوت کے دسویں سال کو عامُ الحزن کہا جاتا ہے کیونکہ اس سال رمضان المبارک میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے چچا حضرت ابو طالب کا انتقال ہو گیا اور اس کے بعد جلد ہی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی انتقال ہو گیا۔ یہ دونوں ہستیاں دنیا میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا بہت بڑا سہارا تھیں۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم ان ظاہری سہاروں کے چھن جانے سے بہت غمگین ہو گئے۔

واقعۂ معراج:

معراج کے لفظی معنی سیڑھی اور بلندی کے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق اس سے مراد نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا وہ مبارک سفر ہے، جس میں اللہ تعالیٰ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ تک وہاں سے جہاں تک چاہا، لے گیا اور اپنی قدرت کی نشانیاں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو دکھائیں۔ واقعہ معراج نبوت کے دسویں سال، رجب کی ستائیسویں رات کو پیش آیا۔ نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم واقعہ کی رات آرام فرما رہے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو ایک سواری براق پیش کی۔ یہ بجلی سے بھی تیز رفتار سواری تھی ۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اس پر سوار ہو کر بیت المقدس میں آئے ۔ وہاں تمام انبیائے کرام علیہم السلام جمع تھے۔تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی امامت میں نماز پڑھی اور وہاں سے آسمانوں کا سفر شروع ہوا۔

ہجرتِ مدینہ:

مدینہ منور کا پرانا نام یثرب تھا یہ شہرمکہ مکرمہ سے قریب چار سوکلومیٹر کے فاصلے پر شمال کی جانب واقع ہے۔ حضورا کرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے نبوت کے تیرھویں سال مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔

اسبابِ ہجرت:

حضورا کرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کومکہ مکرمہ سے بڑی محبت تھی کیونکہ یہ نہ صرف آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا آبائی وطن تھا بلکہ یہاں بیت اللہ بھی تھا۔ہجرت مدینہ کا بڑا سبب قریش کی ضد اور اسلام دشمنی تھی ۔ اس ہجرت کا ایک فوری سبب یہ تھا کہ کفار مکہ نے حضورا کرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کوشہید کرنے کا منصوبہ بنایا۔انھوں نے حضورا کرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے گھر کا محاصرہ کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے لوگوں کی امانتیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیں ۔انھیں فرمایا کہ میرے بستر پر سوجاؤ اور لوگوں کی امانتیں لوٹا کر مدینہ منورہ آجانا۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حکم کی تعمیل کی ۔

غارِثور میں قیام:

رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم غارثور میں تشریف لائے۔تین دن یہاں قیام فرمایا۔اس دوران ایک مکڑی نے غار کے منہ پر جالا بُن دیا۔ ایک کبوتری نے وہاں گھونسلا بنا کر انڈے بھی دے دیے۔ یہ ایک خدائی اہتمام تھا، جوحضورا کرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے ساتھی حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حفاظت کے لیے کیا گیا۔آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم خیریت سے مدینہ منورہ کے قریب ایک بستی قبا میں پہنچ گئے ۔ یہاں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے چودہ دن قیام فرمایا۔ یہاں ایک مسجد کی بنیادرکھی جسے ''مسجدِقبا '' کہا جاتا ہے۔یہ اسلام کی پہلی مسجد ہے۔

مدینہ میں تشریف آوری:

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔لوگ بڑی شدت سے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا انتظار کررہے تھے۔ انھوں نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا پُرجوش استقبال کیا۔بچیوں نے خوشی سے نعتیہ اشعار پڑھے۔

مواخاتِ مدینہ:

جب نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے انصار صحابہ کو مہاجر صحابہ کا بھائی قرار دیا۔اس عمل کو مؤاخات مدینہ کہا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ کے مسلمانوں نے ہجرت کرکے آنے والے مسلمان بھائیوں کی ہر طرح سے مدد کی۔اس لیے انھیں انصار یعنی مددگار کہا جاتا ہے اور ہجرت کر کے آنے والوں کو مہاجرین کہا جاتا ہے۔ مؤاخات مدینہ کے موقع پر تمام شرکا جن میں آدھے مہاجر اور آدھے انصار تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے انھیں ایک دوسرے کا بھائی، مددگار اور غم خوار قرار دیا۔

مسجدِ نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی تعمیر:

مدینہ کو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی نسبت سے اسے "مدینۃ النبی" کہا جانے لگا اور بعد میں مدینہ منورہ کہلانے لگا۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد ایک اہم کام مسجد کی تعمیر تھا، کیوں کہ مسجد صرف عبادت کے لیے ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کے جمع ہونے، دین کے سیکھنے اور سکھانے اور اُمت کے اجتماعی امور کے مشورہ کے لیے بھی ضروری تھی۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے فوراً بعد نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مسجد نبوی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی تعمیر کا فیصلہ فرمایا۔ اس کے لیے وہ جگہ منتخب کی گئی جس کے قریب آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی اونٹنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیٹھی تھی۔ مسجد نبوی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی تعمیر شروع کر دی۔ نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے ساتھ مسجد نبوی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی تعمیر میں شریک ہوئے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ بھی دوران تعمیر اینٹیں اور پتھر اٹھاتے رہے اور باقی تمام مسلمانوں کے ساتھ مزدوروں کی طرح کام کرتے تھے۔

صفّہ کی درس گاہ:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ ایک درس گاہ قائم فرمائی، جسے صفہ کہا جاتا ہے۔ اس درس گاہ میں ان مسافر اور غریب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا قیام تھا، جو دین کا علم سیکھنے کے لیے وہاں جمع رہتے تھے۔

میثاقِ مدینہ:

مدینہ منورہ کے ارد گرد بہت سے یہودی قبائل آباد تھے۔ وہ اہل مدینہ کے قریب ترین پڑوسی تھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے یہودیوں کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جسے "میثاقِ مدینہ" کہا جاتا ہے۔ اس معاہدے میں انھیں دین و مذہب کی آزادی اور جان و مال کی حفاظت دی گئی، گویا میثاقِ مدینہ سے مراد یہودیوں کے ساتھ کیا جانے والا ایک معاہدہ ہے، جس میں ان کے ساتھ پر امن اور خیر خواہی پر مشتمل زندگی گزارنے کا فیصلہ کیا گیا۔

(مسجدِ نبوی)

میثاقِ مدینہ کی شرائط:

یہود اور مسلمان ایک جماعت ہوں گے۔ یہود اپنے دین پر عمل کریں گے اور مسلمان اپنے دین پر۔ یہود اپنے اخراجات کے ذمے دار ہوں اور مسلمان اپنے اخراجات کے۔ البتہ جنگ کی صورت میں دونوں فریق مل کر اخراجات برداشت کریں گے، اگر کوئی بیرونی دشمن مسلمانوں یا یہود میں سے کسی ایک پر حملہ کرے گا تو دونوں مل کر اس کا مقابلہ کریں گے۔ اس معاہدے کے شرکا کے باہمی تعلقات خیر خواہی اور نفع رسانی کی بنیاد پر ہوں گے، گناہ پر نہیں۔ مظلوم کی مدد کی جائے گی۔ باہمی اختلافات کی صورت میں فیصلہ اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم فرمائیں گے۔ قریش مکہ اور ان کے مددگاروں کو پناہ نہیں دی جائے گی۔

میثاقِ مدینہ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان طے ہونے والا ایک تاریخی معاہدہ ہے۔ اس معاہدے سے آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم کا مقصد یہ تھا کہ ساری انسانیت امن وسلامتی کی سعادتوں اور برکتوں سے فائدہ اٹھائے۔ اس قسم کے معاہدات دنیا کو آج بھی امن وسلامتی سے ہم کنار کر سکتے ہیں۔

غزوہ اور سریہ:

1۔ غزوہ اس جنگ کو کہتے ہیں جس میں آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم نے مسلمانوں کی قیادت فرمائی۔ جن میں سے چند یہ ہیں: غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق، غزوہ بنو قریظہ، غزوہ خیبر وغیرہ۔

2۔ سریہ اس جنگ کو کہتے ہیں جس میں آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم نے کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپہ سالار بنا کر بھیجا ہو۔ مثلاً: سریہ مُوتہ، سریہ سیف البحر، سریہ رابغ، سریہ خرار، سریہ نخلہ وغیرہ۔

تحویلِ قبلہ:

مسلمانوں کے مدینہ منورہ آنے کے بعد جو اہم واقعات پیش آئے، ان میں سے ایک واقعہ تحویلِ قبلہ کا بھی ہے۔ مسلمان پہلے بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کرتے تھے، پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اب بیت اللہ (مکّہ مکرمہ) کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کریں۔ تحویلِ قبلہ کا حکم دو ہجری میں نازل ہوا۔ ظہر کا وقت ہو گیا اور آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم لوگوں کو نماز پڑھانے کھڑے ہوئے۔ دو رکعتیں پڑھ چکے تھے کہ تیسری رکعت میں وحی کے ذریعے سے تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا۔ اسی وقت آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم اور آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم کی اقتدا میں تمام لوگوں نے بیت المقدس سے بیت اللہ کی طرف رُخ کر لیا۔

صلح حدیبیہ:

ہجرت کے چھٹے سال حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم نے یہ ارادہ فرمایا کہ اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے ساتھ عمرہ ادا فرمائیں۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم چودہ سو (1400) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے ساتھ مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ جب مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم کو پتا چلا کہ مشرکینِ مکّہ نے ایک بڑا لشکر تیار کیا ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روکا جائے۔ اس خبر کے ملنے پر آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم نے مکّہ مکرّمہ سے کچھ دور حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔

واقعات:

حضور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ وسلم نے قبیلہ خزاعہ کے ایک سردار کے ذریعے سے قریش کے سرداروں کو یہ پیش کش کی کہ اگر وہ ایک مدت تک جنگ بندی کا معاہدہ کرنا چاہیں تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ وسلم اس کے لیے تیار ہیں۔ جواب میں مکہ مکرمہ سے کئی سفیر آئے، آخر کار ایک معاہدہ لکھا گیا۔

صلح حدیبیہ کی شرائط:

فریقین کے درمیان 10 سال تک جنگ نہیں ہوگی۔ اس سال مسلمان عمرہ کیے بغیر واپس چلے جائیں، آئندہ سال عمرہ کے لیے آئیں اور تین دن مکّہ مکرّمہ میں قیام کریں۔ مسلمان اپنے ساتھ تلوار کے علاوہ کوئی ہتھیار نہ لائیں اور وہ بھی نیام میں رہے۔ مکّہ مکرّمہ سے جو شخص مدینہ منورہ چلا جائے تو اُسے واپس کر دیا جائے لیکن اگر کوئی مسلمان مدینہ منورہ سے مکّہ مکرّمہ آ گیا تو اُسے واپس نہیں کیا جائے گا۔ مکّہ قریش کو اختیار ہوگا کہ وہ فریقین میں سے جس کے ساتھ چاہیں دوستی کا معاہدہ کر لیں۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ وسلم کی دانشمندی سے صلح کا معاہدہ ہو گیا۔ اس کی بنیادی شق یہ تھی کہ دس سال تک جنگ نہیں لڑی جائے گی اور مسلمان اس سال واپس چلے جائیں گے اور عمرہ کے لیے اگلے سال آئیں گے۔

نتائج:

صلح حدیبیہ کے واقعہ کے بعد قرآن مجید کی سورت سُوْرَۃُ الْفَتْح نازل ہوئی، جس میں صلح حدیبیہ کا ذکر آیا اور فتح مکہ کی بشارت دی گئی اور اسے فتح مبین (کھلی اور واضح کامیابی) قرار دیا گیا۔ حدیبیہ کا معاہدہ اسلامی تاریخ کے اہم واقعات میں سے ہے۔ اس معاہدے کے نتیجے میں مسلمانوں کو پہلی بار صحیح معنیٰ میں امن میسر آیا اور اسلام کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔

فتحِ مکہ

8 ہجری 10 رمضان المبارک کو مسلمان تقریباً دس ہزار کے لشکر کے ساتھ مکہ مکرمہ کے نواح میں جا پہنچے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ وسلم فرما رہے تھے، آج اللہ تعالیٰ کعبہ مقدسہ کو خصوصی عظمت بخشے گا اور آج کعبہ کو نیا غلاف پہنایا جائے گا۔ مختصر جھڑپ کے بعد اسلامی لشکر شہر مکہ میں داخل ہو گیا۔ قریش مکہ میں سے ابوسفیان، بدیل بن ورقا اور حکیم بن حزام جیسے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ وسلم نے دس ہزار کے لشکر کی موجودگی کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو ہدایات جاری فرمائیں کہ جو شخص پناہ طلب کرے اسے پناہ دی جائے، عورتوں اور بچوں پر تلوار نہ اٹھائی جائے، جو شخص ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے، اس کو بھی کچھ نہ کہا جائے، جو ہتھیار ڈال دیں یا اپنے گھر کا دروازہ بند کر دیں ان سب کے لیے امان ہے۔ فتحِ مکہ کے موقع پر حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ وسلم انتہائی عجز و انکسار کے جذبات غالب تھے، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ وسلم اپنی اونٹنی قصوا پر سوار تھے اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ وسلم کا سر انور اونٹنی کی کوہان کو چھو رہا تھا، زبان پر سُوْرَۃُ الْفَتْح کی آیات جاری تھیں۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ وسلم تمام اہل مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ آج تم سب آزاد ہو، آج تم سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔ اہلِ مکّہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ وسلم کے اس حسن سلوک اور عفو و درگزر سے انتہائی متاثر ہوئے اور جوق در جوق مسلمان ہونے لگے۔ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ وسلم ان کا اپنے بدترین دشمنوں کو معاف کر دینا عفو و درگزر کی شان دار مثال ہے۔

حجۃ الوداع:

ذی قعدہ کے مہینے 10 ہجری میں حضرت محمد خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حج کا ارادہ کیا یہ حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا پہلا اور آخری حج تھا۔ اسی حوالے سے اسے ''حجۃ الوداع'' کہا جاتا ہے۔ خطبہ حجۃ الوداع بلاشبہ انسانی حقوق کا اوّلین اور مثالی منشور اعظم ہے۔ اسے تاریخی حقائق کی روشنی میں انسانیت کا سب سے پہلا منشور ہونے کا اعزاز ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا یہ میرا پہلا اور آخری حج ہے۔ یہ میری تم سے آخری اجتماعی ملاقات ہے، شاید اس مقام پر اس کے بعد تم مجھ سے نہ مل سکوں۔ حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ ایک لاکھ چوالیس ہزار (1,44,000) انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا۔ 9 ذوالحجہ 10 ہجری کو آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے عرفات کے میدان میں تمام مسلمانوں سے خطاب فرمایا۔ یہ خطبہ اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہے اور اسلام کے سماجی، سیاسی اور تمدنی اصولوں کا جامع مرقع ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع:

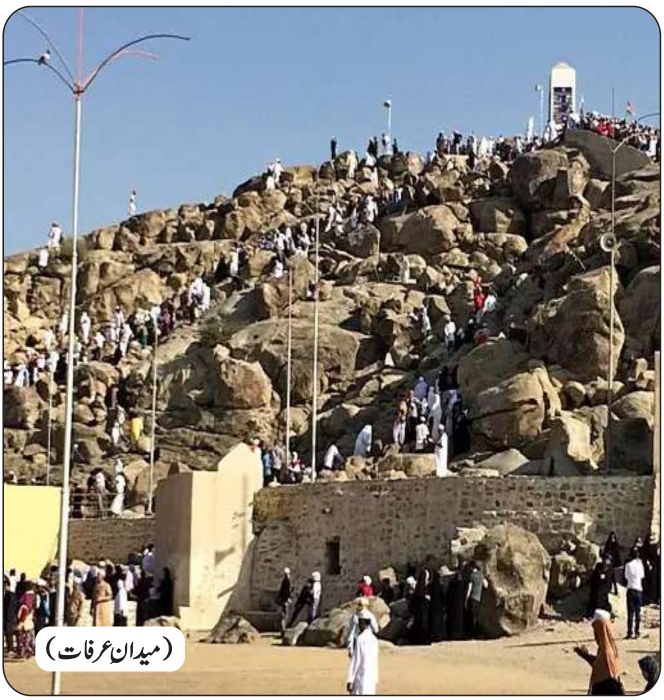

(میدانِ عرفات)

آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہم اسی کی حمد کرتے ہیں۔ اسی سے مدد چاہتے ہیں۔ اس سے معافی مانگتے ہیں۔ اسی کے پاس توبہ کرتے ہیں اور ہم اللہ ہی کے ہاں اپنے نفسوں کی برائیوں اور اپنے اعمال کی خرابیوں سے پناہ مانگتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے تو پھر کوئی اسے بھٹکا نہیں سکتا اور جسے اللہ گمراہ کر دے اس کو کوئی رَاہ ہِدایت نہیں دکھا سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

پھر فرمایا: اللہ کے بندو! میں تمھیں اللہ سے ڈرنے کی تاکید اور اس کی اطاعت پر پرزور طور پر آمادہ کرتا ہوں اور میں اسی سے ابتدا کرتا ہوں جو بھلائی ہے۔ عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب سے۔ تم سب کے سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ لوگو! تمھارا خون، تمھارا مال اور تمھاری عزّتیں ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہیں جیسا کہ آج کا دن اس شہر کی اور اس مہینہ کی حرمت (عزت) ہے۔

’’لوگو! اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ نے وراثت میں ہر حق دار کو اس کا حق دیا ہے۔ مجرم اپنے جرم کا آپ ذمہ دار ہے۔ باپ کے جرم کا بیٹا ذمہ دار نہیں اور بیٹے کے جرم کا باپ ذمہ دار نہیں۔ اگر کٹی ہوئی ناک کا کوئی حبشی بھی تمھارا امیر ہو اور وہ تم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق لے چلے تو اس کی اطاعت اور فرماں برداری کرو۔‘‘

’’سُنو لوگو! نہ تو میرے بعد کوئی نبی ہے اور نہ کوئی اور امت پیدا ہونے والی ہے۔ خوب سن لو کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور پنجگانہ نماز ادا کرو۔ سال بھر میں ایک مہینا رمضان کے روزہ کا ہے۔ بیت اللہ کا حج بجا لاؤ۔ میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ہے۔ میری سنت اگر تم نے ان کو مضبوط پکڑ لیا تو گمراہ نہ ہوگے۔‘‘

اسلام کے بنیادی عقائد

لفظ عقیدہ ’’عقد‘‘ سے بنا ہے جس کے معنیٰ ہیں ’’باندھنا اور گرہ لگانا‘‘۔ عقیدہ کے معنی ہوئے باندھی ہوئی یا گرہ لگائی ہوئی چیز۔ انسان کے پختہ اور اٹل نظریات کو عقائد کہا جاتا ہے۔

توحید:

اسلامی عقائد میں سب سے پہلا عقیدہ توحید کا ہے۔ توحید کے لُغوی معنیٰ ہیں ایک ماننا۔ یکتا جاننا۔ دین اسلام کی اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ سب سے برتر و اعلیٰ اور ساری کائنات کے خالق و مالک ہستی کا واحد و یکتا ہونے پر ایمان لانا اور صرف اسی کو عبادت کے لائق سمجھتے ہوئے اس کی صفات اور صفات کے تقاضوں میں اسے وحدہ لاشریک سمجھنا۔

رسالت اور انبیائے کرام علیہم السّلام پر ایمان:

اسلام کے سلسلہ عقائد میں توحید کے بعد رسالت کا درجہ ہے۔ رسالت کے لُغوی معنیٰ ’’پیغام پہنچانا‘‘ ہیں اور پیغام پہنچانے والے کو رسول کہا جاتا ہے۔ اسلامی اصطلاح میں رسول اس ہستی کو کہا جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کی تبلیغ کے لیے اپنی مخلوق کی طرف بھیجا ہو۔ نبی کے معنیٰ ہیں ’’خبر دینے والا‘‘ چوں کہ رسول لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام سے آگاہ کرتا ہے اس لیے اسے نبی بھی کہا جاتا ہے۔ انبیائے کرام اور رسول علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے منتخب شدہ ہوتے ہیں اور پیدائشی نبی ہوتے ہیں۔ جن پر اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے اپنے احکام نازل فرماتا ہے۔ اسلامی اصطلاح میں اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ پیغام ہے جو اس نے اپنے کسی رسول کی طرف فرشتے کے ذریعے نازل کیا۔ سلسلہ نبوّت کی آخری ہستی حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ہیں۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سردارِ انبیا اور رحمتِ عالمین ہیں۔ مسلمانوں پر لازم کیا گیا ہے کہ وہ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی رسالت کے ساتھ ساتھ تمام انبیائے علیہم السلام کی نبوت پر ایمان لائیں۔

ملائکہ پر ایمان:

ملائکہ کا لفظ جمع ہے اس کا واحد ’’مَلَکٌ‘‘ ہے۔ جس کے لُغوی معنی قاصد کے ہیں۔ فرشتے خالق اور نبی کے درمیان پیغام رسانی کا فرض ادا کرتے ہیں۔ اس لیے ان کو ملک کہا جاتا ہے۔ توحید و رسالت کی طرح فرشتوں پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔

آسمانی کتابوں پر ایمان:

رسولوں پر نازل ہونے والی کتابیں، ربانی تعلیمات کا مجموعہ ہوتی ہیں۔ لہٰذا رسولوں پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ ان پر نازل ہونے والی کتابوں پر بھی ایمان لانا لازمی ہے۔

چار آسمانی کتابیں درج ذیل ہیں:

1۔ تورات جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
2۔ زبور جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
3۔ انجیل جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
4۔ قرآن مجید جو حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر نازل ہوا۔

نوٹ: ان کتابوں کے علاوہ بہت سے انبیائے پر صحیفے بھی پر اتارے گئے۔

آخرت:

لفظ ''آخرت'' کے معنیٰ بعد میں ہونے والی چیز کے ہیں۔ اس کے مقابلے میں لفظ ''دنیا'' ہے جس کے معنی قریب کی چیز کے ہیں۔ عقیدۂ آخرت کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور نیک و بد اعمال کا حقیقی بدلہ دیا جائے گا۔ نیک لوگوں کو ایسی جگہ عنایت کی جائے گی جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بھرپور ہوگی۔ اس کا نام جنت ہے اور بُرے لوگ ایک انتہائی اذیت ناک جگہ میں رہیں گے جس کا نام جہنم ہے۔

ارکانِ اسلام پر ایمان

کلمۂ شہادت:

کلمہ شہادت میں ایک مسلمان یہ اقرار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور وہ وحدہ لاشریک ہے اور حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کے بندے اور سچے رسول ہیں۔ ان دونوں باتوں کی گواہی دیے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔

نماز:

نماز ایک ایسی اہم عبادت ہے جو تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ پورے دِن میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ اِس کے علاوہ نمازِ جمعہ، نماز عیدین اور نمازِ جنازہ بھی اہم اجتماعی عبادات ہیں۔

روزہ:

روزہ دینِ اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ انسان رمضان کے پورے مہینے میں کھانے، پینے اور نفسانی خواہشات پر قابو رکھتا ہے نیز دیگر اخلاقی برائیوں سے اجتناب کرتے ہوئے اپنا وقت عبادات اور نیک کاموں میں گزارتا ہے تو اس کی طبیعت میں نیکی کا ذوق پیدا ہوتا ہے اور بدی سے نفرت ہوتی ہے۔ روزہ خواہشات پر قابو پانے کی تربیت کے ساتھ ساتھ ہمدردی اور احساس کے جذبات پیدا کرتا ہے۔

زکوٰۃ:

دینِ اسلام میں زکوٰۃ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔قرآن مجید میں اکثر مقامات پر نماز کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ ادا کرنے کا بھی حکم دیا گیا ہے۔نماز بدنی عبادت ہے اور زکوٰۃ مالی عبادت ہے۔

زکوٰۃ کا نصاب:

مال کی کم از کم مقدار جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اس خاص مقدار کو نصاب کہتے ہیں۔سونا، چاندی، نقدی مالِ تجارت اور مویشیوں پر متعین شرائط اور شرح کے ساتھ زکوٰۃ لازم ہوتی ہے۔

حج:

حج ایک جامع عبادت ہے۔حج ذوالحجہ کے مخصوص ایام میں فرض ہے۔وقوف عرفہ حج کا رُکن اعظم ہے۔حج ہر صاحبِ استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک بار فرض ہے۔

اسلام میں انسانوں کو دو طرح کے حقوق کا پابند کیا گیا ہے:

- **حقوق اللہ:**

اللہ کو واحد ماننا، اس کے احکام پر عمل کرنا اور تمام عبادات کو وقت پر ادا کرنا حقوق اللہ ہیں۔

- **حقوق العباد:**

اِس کا مطلب ہے بندوں کے حقوق۔

1۔ والدین کے حقوق:

دنیا میں صرف والدین ہی ایسی ہستی ہیں جو اپنا آرام اولاد پر قربان کر دیتے ہیں۔ان کی شفقت اولاد کو زمانے کی تکالیف اور مشکلات سے بچا کر پروان چڑھاتی ہے۔انسانیت کا وجود اللہ کے بعد والدین کا ہی مرہون منت ہے۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اپنے بعد انھیں کا حق ادا کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ والدین کا نافرمان فرد جنت کی خوشبو سے بھی محروم رہے گا خاص طور پر بوڑھے والدین کی خدمت پر زور دیا گیا ہے۔کیوں کہ وہ اپنی زندگی کی تمام توانائیاں اولاد پر صرف کر چکے ہوتے ہیں اس لیے اولاد کا فرض ہے کہ ان کہ بڑھاپے کا سہارا بن کے احسان شناسی کا ثبوت دے۔

2۔اولاد کے حقوق:

اسلام نے انسان کے دل میں سوئے ہوئے جذبہ رحم کو جگایا تو دنیا سے قتل اولاد (بیٹی کا قتل) کی سنگ دلانہ رسم ختم ہوئی اور اولاد کو اپنے والدین سے شفقت اور محبت کی نعمت ملی۔قرآن مجید میں معاشرے کی دیگر برائیوں کے ساتھ قتل اولاد سے بھی منع فرمایا گیا ہے۔

3۔میاں بیوی کے حقوق:

معاشرے کی بنیاد خاندان ہے اور خاندان کے سکون اور خوشحالی کا انحصار میاں بیوی کے خوش گوار تعلقات پر ہے اگر ان کے

تعلقات میں بگاڑ پیدا ہو جائے تو یہ صورت حال بہت سے رشتوں کو کمزور کر دیتی ہے۔ دین اسلام نے مردوں کو عورتوں پر حکومت کرنے کے بجائے ان کی حفاظت کی ذمہ داری سپرد کی اور تلقین کی کہ بیویوں کے ساتھ حسن سلوک اور خیر کے ساتھ پیش آئیں۔

4۔رشتہ داروں کے حقوق:

معاشرتی زندگی کے لیے مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے ضرورت مند رشتہ داروں کا خیال رکھیں تاکہ انھیں غیروں کے آگے ہاتھ نہ پھیلانے پڑیں جو کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کریں اس میں ترجیح اپنے قریبی رشتہ داروں کو دیں اور طعنہ دے کر اپنا اجر اور ثواب برباد نہ کریں۔ رشتہ داروں پر خرچ کرنے کو رزق میں اضافے کے باعث قرار دیا گیا ہے۔

5۔اساتذہ کے حقوق:

اسلام نے جہاں مسلمانوں پر حصولِ علم کو فرض قرار دیا وہاں استاد کو بھی معزز ترین مقام عطا کیا۔ نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خصوصی نسبت معلم کی ہے۔ حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا تیرے تین باپ ہیں، ایک جو تجھے دنیا میں لایا، دوسرا وہ جس نے اپنی بیٹی دی، تیسرا وہ جس نے تجھے علم کی دولت سے مالا مال کیا۔

6۔ہمسایوں کے حقوق:

انسان کا اپنی روز مرہ زندگی میں اپنے ہمسایوں سے واسطہ پڑتا ہے۔اسلام میں پڑوسیوں کے حقوق پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق وہ شخص مومن نہیں جو اپنے ہمسایے کی بھوک سے بے نیاز ہو کر شکم سیر ہو۔ اگر پڑوسی کو مدد کی ضرورت پڑے تو اس کی مدد کرو، قرض مانگے تو قرض دو، محتاج ہو جائے تو اس کی مالی امداد کرو، بیمار پڑ جائے تو علاج کرواؤ اور وفات پا جائے تو جنازے کے ساتھ قبرستان جائیں اور اس کے بچوں کی دیکھ بھال کرو۔

7۔غیر مسلموں کے حقوق:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی ہدایت کی ہے۔ یہ صرف اسلام کی خوبی ہے کہ وہ تمام انسانوں کو حقوق عطا کرتا ہے اور مسلمانوں کو تلقین کرتا ہے کہ وہ ان سے شفقت آمیز برتاؤ کریں۔ اسلام چاہتا ہے کہ اس کے پیروکار غیر مسلموں سے ویسا ہی برتاؤ کریں جیسا اپنے مسلمان بھائیوں سے کرتے ہیں۔ اسی حسن سلوک سے مسلمانوں نے ہمیشہ غیر مسلم اقوام کے دل جیت لیے۔

زندگی گزارنے کے لیے جامع ہدایات:

اسلام زندگی گزارنے کی جامع ہدایات دے کر رہنمائی کرتا ہے، اور ان میں اس قدر وسعت ہے کہ ان کا مختصر ذکر بھی بہت طویل ہے۔ سلیقہ تہذیب کے لیے اسلام میں صحت کے آداب، لباس کے آداب اور سفر کے آداب مقرر ہیں اور حُسنِ بندگی کے لیے مسجد میں داخلے سے لے کر قبرستان میں جانے کے سلیقے اور طریقے بتائے گئے ہیں۔ معاشرے کی بہتری کے لیے دائرہ کار مقرر ہے۔ حتیٰ کہ گفت گو،

خط وکتابت اور مہمان نوازی کے آداب بھی بتائے گئے ہیں۔ مریض کی عیادت کا بھی حکم ہے۔ اسلامی تعلیمات میں ایک فرد کی ذات اور ایک پورے معاشرے کے لیے جامع ہدایات موجود ہیں جو کردار سازی کر کے زندگی کو بامقصد بناتی ہیں اور ساری اسلامی اخلاقیات، جہاں احترامِ آدمیت سکھاتی ہیں وہاں وہ مساوات اور اخوت کے ذریعے عمدہ معاشرے کی تعمیر بھی کرتی ہیں۔ اسلام میں بچے کی پیدائش پر خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ پیدائش کے بعد بچے کو گھٹی پلانا مسنون ہے۔ پھر بچے کے کان میں اذان دی جاتی ہے۔ پیدائش سے ساتویں دن بچے کے سر سے بال اتروائے جاتے ہیں، بچے کا نام رکھا جاتا ہے اور اس کا عقیقہ بھی کیا جاتا ہے۔

اسلامی تدفین و تکفین کا طریقہ:

اسلام نے جہاں جینے کے سلیقے بتائے، وہاں میت کے حقوق اور اس کی تدفین کے طریقے اور آداب بھی بتائے ہیں۔ میت کی نماز جنازہ ادا کرنا فرض کفایہ قرار دیا ہے۔ مسلمان حالتِ نزع میں ہو تو اس کے پاس بُلند آواز میں کلمہ طیبہ اور سورۃ یٰسین کی تلاوت کرنے کا بھی ثواب ہے۔ موت کی خبر سن کر ''اِنّا للہ وانا اِلیہ رَاجعُون'' پڑھنے کو کہا گیا ہے۔

قبرستان تک پیدل جانا ثواب کا عمل ہے۔ نماز جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے۔ یہ میت کا حق بھی ہے۔ نماز جنازہ کے بعد میت کو قبر میں اُتارتے ہیں۔ قبر شمالاً جنوباً بنائی جاتی ہے اور قبر میں اُتار کر میت کا منہ قبلہ رخ کر دیتے ہیں۔ پھر قبر کو بند کر کے سرہانے کی طرف سے مٹی ڈالی جاتی ہے اور تھوڑا سا پانی ڈال کر مٹی کو گیلا کیا جاتا ہے۔ ایصالِ ثواب کے لیے قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے اور میت کے لیے نہایت عجز و انکسار کے ساتھ دعائے مغفرت کی جاتی ہے۔

اسلام اپنے ماننے والوں کی تعداد کے اعتبار سے مسیحیت کے بعد دُنیا کا دوسرا بڑا مذہب ہے۔ اسلام صرف عبادات کا حکم دینے پر اکتفا نہیں کرتا، بلکہ وہ پوری زندگی کا لائحہ عمل دیتا ہے۔ وہ دین اور دُنیا میں تفریق نہیں کرتا، بلکہ دُنیا داری کو دین کے ضابطوں کے تحت گزارنے پر زور دیتا ہے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ اسلام کے بنیادی مآخذ محفوظ ہیں۔ اسلام کی مذہبی کتاب قرآن مجید کا ایک ایک حرف اصلی نازل شدہ زبان میں محفوظ ہے۔

☆☆☆☆

مشق

(الف) مفصل جوابات لکھیں۔

1۔ دینِ اسلام کے ابتدائی حالات پر مختصر نوٹ لکھیں۔

2۔ ہجرتِ مدینہ اور اُس کے اسباب کو تفصیل سے بیان کریں۔

3۔ نوٹ لکھیں:

(i) ارکان اسلام　　(ii) فتح مکّہ　　(iii) میثاقِ مدینہ

4۔ اسلام کے بنیادی عقائد کیا ہیں؟ تفصیل سے بیان کریں۔

(ب) مختصر جوابات لکھیں۔

1۔ اسلام کے لغوی معنیٰ کیا ہیں؟

2۔ اللہ کے آخری نبی خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے مدینہ سے ہجرت کیوں کی؟

3۔ حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا حلیہ مبارک تحریر کریں۔

4۔ غزوہ اور سریہ میں کیا فرق ہے؟

5۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کیا ہیں؟

6۔ غیر مسلموں کے حقوق بیان کریں۔

7۔ صلح حدیبیہ کے نتائج سے مسلمانوں کو کیا فائدہ ہوا؟

8۔ خطبہ حجۃ الوداع کے بارے میں بتائیں۔

9۔ ارکانِ اسلام کیا ہیں؟

(ج) درست جواب کی نشاندہی کیجیے۔

1۔ اسلام ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کا نام ہے۔

(ا) سلامتی اور اطاعت　　(ب) اطاعت اور عبادات

(ج) تسلیم و رضا　　(د) ا، ب، ج

2۔ اسلام میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے/ہیں۔

(ا) دین اور دُنیا الگ الگ　　(ب) دین اور دُنیا ایک

(ج) دُنیاداری دین کے اصولوں کے تحت　　(د) دین دُنیاداری کے تحت

3۔ مسلمانوں کے عروج کے عہد میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بڑا علمی مرکز تھا۔

(ا) ترکی　　(ب) چین　　(ج) بغداد　　(د) دمشق

4- حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّم عبادت کے لیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں تشریف لے جاتے تھے۔

(ا) غارِ ثور (ب) غارِ حرا (ج) غارِ مدینہ (د) ا،ب،ج

5- اسلام میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں بڑا گہرا تعلق ہے۔

(ا) عبادات اور معاملات (ب) شریعت اور تصوت

(ج) عبادات اور اخلاقی اقدار (د) نظریے اور علم

6- پہلی وحی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے مہینے میں نازل ہوئی۔

(ا) محرم (ب) شوال (ج) رمضان (د) رجب

7- حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّم نے نبوت کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں مدینہ منورہ ہجرت کی۔

(ا) پانچویں سال (ب) دسویں سال (ج) تیرھویں سال (د) ا،ب،ج

8- فتح مکّہ کا واقعہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہجری میں پیش آیا۔

(ا) 8 (ب) 10 (ج) 12 (د) 14

(د) خالی جگہ پُر کریں۔

1- سب سے پہلی ہجرت مسلمانوں نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کی طرف کی۔

2- اصحابِ صفہ کا مطلب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔

3- اسلام کی پہلی مسجد کا نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔

4- مسجد نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّم کی تعمیر میں آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّم خود۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اُٹھا کر لاتے تھے۔

5- آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں پر اپنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لگایا۔

(و) طلبہ کے لیے سرگرمیاں:

1- دُنیا کا نقشہ دیکھ کر اُن ممالک کی نشاندہی کیجیے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔

2- بچے کی پیدائش پر مذہبی رسوم کے نکات ترتیب وار لکھ کر دوسروں سے تبادلہ خیال کریں۔

(ہ) اساتذہ کے لیے ہدایات:

1- اسلام میں عبادات کے تصور اور معاملات کا ربط قائم کر کے طلبہ کو بتائیں۔

2- اسلام اور سماجی زندگی کے موضوع پر ایک نشست کا اہتمام کریں اور طلبہ کو بتائیں کہ اس میں سادگی کا کیا کردار ہے؟

☆☆☆☆

مسیحیت

مسیحیت کی ابتدا:

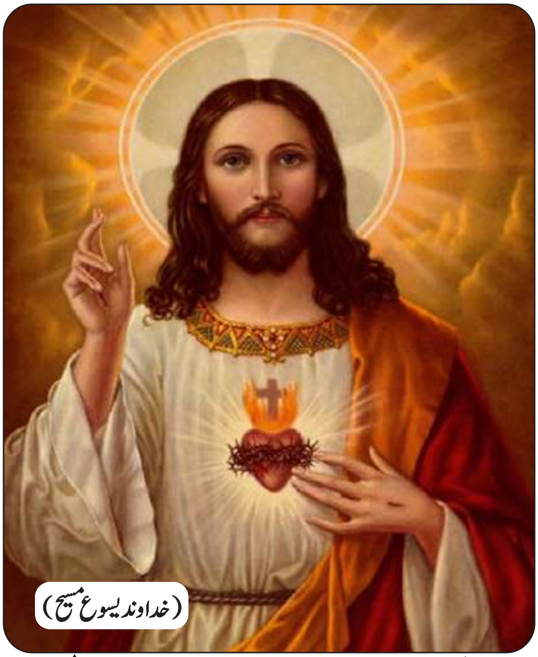
(خداوند یسوع مسیح)

مسیحیت نے مشرق میں جنم لیا،لیکن اسے مغرب میں عروج حاصل ہوا اور اس وقت یہ دُنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے۔اس وقت تقریباً دو ارب اڑتیس کروڑ افراد مسیحیت کے پیروکار ہیں جو عالمی آبادی میں ایک تہائی کی نمائندگی کرتے ہیں۔مسیحیت ایک ابراہیمی توحیدی مذہب ہے،جس کی بنیاد خداوند یسوع مسیح کی زندگی اور تعلیمات پر ہے۔اس کے پیروکار جنھیں مسیحی کہا جاتا ہے،ایک اندازے کے مطابق 157 ممالک میں آبادی کی اکثریت مسیحیت پر مشتمل ہیں۔

مذاہب کی تاریخ بتاتی ہے کہ انسان کی راہنمائی اور ہدایت کے لیے خدائے بزرگ و برتر نے نبی اور رسول بھیجے۔بنی اسرائیل میں پرانے عہد نامہ کے ملاکی نبی کے بعد حضرت زکریا علیہ السلام کے بیٹے حضرت یحییٰ (یوحنا اصطباغی) علیہ السلام اور اُن کے بعد خداوند یسوع مسیح کو انسانوں کی اصلاح کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا۔خداوند یسوع مسیح نے یہودی گھرانے میں جنم لیا،اور وہ یہودی روایات،شریعت اور تمام تعلیمات سے پوری طرح آگاہ تھے۔

مسیحی عقائد:

عقیدہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے دل میں جمایا ہوا یقین اور ایمان۔یعنی ایسی چیز جسے قبول کیا جاتا ہے،سچ سمجھا جاتا ہے یا رائے کے طور پر رکھا جاتا ہے عقیدہ کہلاتا ہے۔مثلاً کسی فرد کے مذہبی یا سیاسی عقائد وغیرہ۔عقیدہ کی جمع عقائد ہے۔ بنیادی مسیحی تصورات جن پر مسیحیت کی بنیاد ہے،مسیحی عقائد کہلاتے ہیں جن میں چند ایک درج ذیل ہیں۔

مسیحیت کی بنیاد خداوند یسوع مسیح کو خدا کا بیٹا اور مسیح کے طور پر ماننا ہے۔مسیحیوں کا عقیدہ ہے کہ خداوند یسوع،مسیحا کے طور پر خدا کی طرف سے انسانیت کے نجات دہندہ کے طور پر بھیجا گیا تھا۔بنیادی مسیحی عقیدہ یہ ہے کہ یسوع کی موت اور جی اٹھنے پر یقین اور اُسے نجات دہندہ قبول کرنے کے ذریعے گنہگار انسانوں کا خدا سے میل ملاپ ہوسکتا ہے اور ہم ہمیشہ کی زندگی میں داخل ہوجاتے ہیں۔

رسولوں (شاگرد) کا عقیدہ:

خدا باپ،خداوند یسوع مسیح کو خدا کا بیٹا،اور روح القدس پر یقین،مسیح کی مصلوبیت،موت،جی اٹھنا اور مسیح کا آسمان پر اٹھایا جانا،کلیسیا کی تقدیس،ایمانداروں کا میل جول،مسیح کی دوسری آمد،انصاف کا دن اور وفاداروں کی نجات۔

عقیدہ تثلیث:

عقیدہ پاک تثلیث کا ذکر عہد نامہ جدید میں موجود ہے۔اس سے مراد ہے کہ ہمیشہ کے لیے ساتھ رہنے والی شخصیات پر مشتمل ہے، باپ (خدائے خالق)، بیٹا (خداوند یسوع مسیح میں مجسم) اور روح القدس۔ایک ساتھ، ان تینوں شخصیات کو بعض اوقات خدا کی ذات کہا جاتا ہے۔کچھ مسیحی یہ بھی مانتے ہیں کہ خدا پرانے عہد نامے میں ''باپ کے طور پر'' ظاہر ہوا، اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ نئے عہد نامے میں ''بیٹے کے طور پر'' ظاہر ہوا، اور اب بھی موجودہ روح القدس کے طور پر ظاہر ہوتا رہے گا۔تثلیث مرکزی دھارے کی مسیحیت کا ایک لازمی نظریہ ہے۔

خداوند یسوع مسیح کی پیدائش:

اناجیل کے مطابق خداوند یسوع مسیح یروشلیم کے جنوب میں مغربی کنارے کے بیت لحم (فلسطین کی ایک بستی کا نام) کے قصبے میں حضرت مریم کے ہاں پیدا ہوئے۔حضرت مریم خدا تعالیٰ کی قدرت سے حاملہ ہوئیں اور خداوند یسوع مسیح کو جنم دیا۔مقدّس صحیفوں سے پتا چلتا ہے کہ وہ ناصرت میں پلے بڑھے۔آپ اور آپ کا خاندان بادشاہ ہیرودیس کے ظلم وستم سے تنگ آ کر مصر چلا گیا۔خداوند یسوع مسیح کی پرورش یہودیوں میں ہوئی تھی۔مقدس متی اور لوقا کی متفقہ اناجیل کے مطابق خداوند یسوع مسیح کے بچپن کا بہت کم حصہّ اناجیل میں درج ہے۔اس کے مقابلے میں ان کی جوانی اور خاص طور پر ان کے مصلوب ہونے سے ایک ہفتہ پہلے کے واقعات نئے عہد نامے میں اور موجود انجیلوں میں اچھی طرح سے قلم بند کیے گئے ہیں کیونکہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ ان کی زندگی کا حصہّ سب سے اہم ہے۔خداوند یسوع مسیح کی خدمت اور تبلیغ کے بیانات بائبل میں موجود ہیں۔اُن کا بپتسمہ لینا، مذہبی تعلیمات، تبلیغ، اعمال اور معجزات چاروں اناجیل میں درج ہیں۔

خداوند یسوع مسیح کا بپتسمہ لینا:

روایت ہے کہ یوحنا نبی بپتسمہ دینے والا آیا اور یہودیہ کے بیابان میں یہ منادی کرنے لگا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے۔اُس وقت یروشلیم اور سارے یہُودیہ اور یَردَن کے گِردونواح کے سب لوگ نِکل کر اُس کے پاس گئے اور اپنے گناہوں کا اِقرار کر کے دریایِ یَردَن میں یوحنا نبی سے بپتسمہ لِیا۔

اُس وقت خداوند یسُوع مسیح گلیل سے یَردَن کے کِنارے یُوحنّا نبی کے پاس اُس سے بپتسمہ لینے آیا۔ جب خداوند یسُوع مسیح بپتسمہ لے کر فی الفور پانی کے پاس سے اُوپر گئے اور دیکھو اُن کے لِئے آسمان کُھل گیا اور اُنھوں نے رُوح القدّس کو کبُوتر کی مانِند اُترتے اور اپنے اُوپر آتے

(خداوند یسوع مسیح کا بپتسمہ لینا)

دیکھا اور سُنا کہ آسمان سے یہ آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خُوش ہُوں۔ مسیحیت میں بپتسمہ ایک ظاہری علامت ہے جو اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ ہم خداوند یسوع مسیح کے ساتھ اس کی موت میں متحد ہیں۔ ہمیں گناہوں کی بخشش دی گئی ہے اور ہم مسیح کے ساتھ نئی زندگی کے لیے اٹھائے گئے ہیں۔

خداوند یسوع مسیح کی آزمائش:

بپتسمہ لینے کے بعد رُوح القدس، خداوند یسُوع مسیح کو بیابان میں لے گیا تا کہ ابلیس سے آزمایا جائے اور چالیس دِن اور چالیس رات فاقہ کر کے آخر کو اُسے بھُوک لگی اور آزمانے والے نے پاس آ کر اُس سے کہا اگر تُو خُدا کا بیٹا ہے تو فرما کہ یہ پتھّر روٹیاں بن جائیں۔ خداوند یسوع مسیح نے جواب میں کہا لکھا ہے کہ آدمی صِرف روٹی ہی سے جیتا نہ رہے گا بلکہ ہر بات سے جو خُدا کے مُنہ سے نِکلتی ہے۔ تب اِبلیس اُسے مُقدّس شہر میں لے گیا اور ہَیکل کے کنگرے پر کھڑا کر کے اُس سے کہا کہ اگر تُو خُدا کا بیٹا ہے تو اپنے آپ کو نیچے گرا دے کِیُونکہ لِکھا ہے وہ تیری بابت اپنے فرِشتوں کو حُکم دے گا اور وہ تُجھے ہاتھوں پر اُٹھا لیں گے ایسا نہ ہو کہ تیرے پاؤں کو پتھّر سے ٹھیس لگے۔ خداوند یسُوع مسیح نے اُس سے کہا یہ بھی لِکھا ہے کہ تُو خُداوند اپنے خُدا کی آزمایش نہ کر۔ پھر اِبلیس اُنھیں ایک بہُت اُونچے پہاڑ پر لے گیا اور دُنیا کی سب سلطنتیں اور اُن کی شان و شوکت اُنھیں دِکھائیں اور اُن سے کہا اگر تُو جھُک کر مُجھے سجدہ کرے تو یہ سب کُچھ تُجھے دے دُوں گا۔ خداوند یسُوع مسیح نے اُس سے کہا اَے شَیطان دُور ہو کِیُونکہ لِکھا ہے کہ تُو خُداوند اپنے خُدا کو سجدہ کر اور صِرف اُسی کی عبادت کر۔ تب اِبلیس آپ کے پاس سے چلا گیا اور دیکھو فرِشتے آ کر آپ کی خِدمت کرنے لگے۔

خداوند یسوع مسیح کی تعلیمات:

خداوند یسوع مسیح کی زندگی اور تعلیمات مقدس متی (Matthew)، مرقس (Mark)، لوقا (Luke) اور یوحنا (John) کی چاروں انجیلیوں میں پائی جاتی ہیں۔ مسیحیت کے عقائد اور تعلیمات کو سمجھنے کے لیے نئے عہد نامے کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔ نیا عہد نامہ (New Testament) مسیحیت کا بڑا ماخذ ہے۔ خداوند یسوع مسیح نے مسیحیت کی بنیاد خدائے بزرگ و برتر پر ایمان اور قلبی تعلق پر رکھی۔ یہودی عقائد میں خدا ایک آقا اور حاکم ہے، جب کہ خداوند یسوع مسیح نے خدا کو آسمانی باپ کا درجہ دے کر اسے گنہگاروں کے لیے شفیق اور رحم دل ہستی بتایا ہے۔ اسی لیے خداوند یسوع مسیح کی تعلیمات میں اخلاص، توکل اور ایثار و قربانی جیسی اعلیٰ اخلاقی صفات زیادہ ہیں۔ وہ انسانوں کے باہمی تعلقات کی بنیاد بھی محبت پر رکھتے ہیں۔ خداوند یسوع مسیح نے اپنی تعلیمات میں تمثیلی انداز، کہانیوں اور عام فہم باتیں بیان کیں۔

جن میں چیدہ چیدہ تعلیمات درج ذیل ہیں:

1۔ خدا محبت ہے۔
2۔ اپنے ہمسائیوں سے اپنی مانند محبت رکھنا۔
3۔ اپنے قصور واروں کو معاف کرنا۔
4۔ اپنے دُشمنوں سے محبت کرنا اور ان کے لیے دُعا کرنا۔
5۔ گناہوں کی معافی کے لیے خدا کے حضور پکارنا۔
6۔ خداوند یسوع مسیح کو گنہگاروں کو معاف کرنے کا بھی اختیار تھا۔
7۔ گناہوں کی معافی لازم ہے۔
8۔ ریاکار نہ بنو۔
9۔ کسی کی عدالت (عیب جوئی) نہ کرو۔
10۔ آسمان کی بادشاہی تمھارے نزدیک ہے۔

خداوند یسوع مسیح کے معجزات:

آپ نے ''خدا کی بادشاہی'' قائم کرنے کے لیے مسیحیت کی تبلیغ شروع کی۔ خداوند یسوع مسیح مختلف علاقوں میں مسیحی تعلیمات کا پرچار کرتے تو ساتھ ساتھ معذوروں اور بیماروں کو بھی تندرست کرتے، برے اعمال میں گرفتار لوگوں کو شفا دیتے، لنگڑوں کو چلاتے، اندھوں کو بینائی دیتے اور مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ کچھ مشہور ترین معجزاتی واقعات میں لعزر نامی مردہ کو قبر سے اٹھانا، پانی پر چلنا اور پیدائشی اندھے کو ٹھیک کرنا شامل ہے۔ ان معجزات اور ان کی غیر معمولی شخصیت نے لوگوں کو بہت متاثر کیا۔ ان کے وعظ میں خدا کی بادشاہی کے قیام، لوگوں کی اصلاح اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ وہ معاشرے کے ٹھکرائے اور دھتکارے ہوئے لوگوں کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے اور کھاتے پیتے تھے۔ اس طرح وہ معاشرے میں عجز و انکسار کا نمونہ بن گئے۔

خداوند یسوع مسیح کی مصلوبیت، موت اور دوبارہ جی اُٹھنا:

خداوند یسوع مسیح کے نچلے طبقے سے تعلقات کو یہودیوں کے اعلیٰ طبقے نے نہ صرف بُرا محسوس کیا بلکہ اس پر ناراضی کا اظہار بھی کیا۔ ہیکل میں کیے جانے والے اقدام نے یہودی علما کو ناراض کیا۔ غریبوں کی حمایت اور حقوق کی پاسداری کرنے کی بنا پر انھوں نے مذہبی اور حکومتی قوتوں کو للکارا، جس کی پاداش میں انھیں گرفتار کیا گیا اور صلیب پر چڑھا دیا گیا۔

مسیحی، خداوند یسوع مسیح کے دوبارہ جی اُٹھنے کو اپنے ایمان کا سنگ بنیاد سمجھتے ہیں اور خداوند یسوع مسیح کی مصلوبیت کو تاریخ کا سب سے اہم واقعہ سمجھا جاتا ہے۔ مسیحی عقائد کے مطابق خداوند یسوع مسیح کی موت اور جی اٹھنا، دو بنیادی واقعات ہیں جن پر مسیحی نظریات اور الٰہیات کی بنیاد ہے۔ نئے عہد نامہ کے مطابق، خداوند یسوع مسیح کو مصلوب کیا گیا، موت آئی، قبر میں دفن کیے گئے، اور تیسرے دن مردوں میں سے جی اُٹھے۔ وہ مرنے کے تیسرے روز جی اُٹھے اور یُوحنّا کی اِنجیل کے مطابق اپنے شاگردوں کے سامنے چالیس دن تک مختلف مقامات پر ظاہر ہوتے رہے۔

نئے عہد نامہ میں خداوند یسوع مسیح زندہ ہونے کے بعد گیارہ رسولوں پر، اس کے علاوہ ایک ساتھ پانچ سو سے زیادہ شاگردوں پر ظاہر ہوئے۔ خداوند یسوع مسیح کی مصلوبیت، موت اور جی اٹھنے کو مسیحیوں کے ذریعہ تمام عبادات میں یاد کیا جاتا ہے۔ مقدّس ہفتہ کے دوران خاص زور دیا جاتا ہے جس میں مبارک جمعہ (Good Friday) اور ایسٹر والا اتوار (Easter Sunday) شامل ہیں۔ یسوع کی موت اور جی اُٹھنے کو عام طور پر مسیحی الٰہیات میں سب سے اہم واقعات تصور کیا جاتا ہے۔

خداوند یسوع مسیح کے حواری:

دورانِ تبلیغ جب خداوند یسوع مسیح روحانی تجربے سے گزرے اور گلیل کی طرف روانہ ہوئے تو انھوں نے مختلف اوقات اور مختلف علاقوں سے اپنے بارہ شاگرد منتخب کیے جنھیں بعد میں رسولوں کا لقب دیا گیا۔ پھر خداوند یسوع مسیح نے اپنے بارہ شاگردوں کو بھیجا اور اُن کو حکم دے کر کہا کہ چلتے چلتے یہ منادی کرنا کہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے۔ خداوند یسوع مسیح نے ان بارہ شاگردوں کے ساتھ مختلف علاقوں کا سفر کیا اور لوگوں کے بڑے گروہوں کو تعلیم دی اور وہ کام انجام دیے جسے آپ کے شاگردوں نے معجزات کے طور پر بیان کیا ہے۔ بیماروں کو اچھا کرنا، مردوں کو زندہ کرنا، کوڑھیوں کو پاک صاف کرنا اور بدروحوں کو نکالنا۔ خداوند یسوع مسیح کے آسمان پر اُٹھائے جانے کے بعد آپ کے حواریوں کے ذریعے مسیحیت قدم بقدم ترقی کرتی رہی اور تقریباً پوری دنیا میں مسیحیت پھیل گئی۔

ان بارہ رسولوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ شمعون پطرس	2۔ اندریاس	3۔ زبدی کا بیٹا یعقوب	4۔ زبدی کا بیٹا یوحنا
5۔ فلپس	6۔ برتلمائی	7۔ توما	8۔ متی (محصول لینے والا)
9۔ حلفئی کا بیٹا یعقوب	10۔ تدی	11۔ شمعون قنانی	12۔ یہوداہ اسکریوتی

مسیحیت کی تبلیغ واشاعت:

خداوند یسوع مسیح کے آسمان پر اُٹھائے جانے کے بعد ان کے حواریوں خصوصاً مقدس پولس (St. Paul) نے مسیحیت کی تبلیغ جاری رکھی۔ شہنشاہ نیرو کے عہد (454ء۔ 468ء) میں حواریوں کے سردار مقدس پطرس (St. Peter) اور مقدس پولوس (St. Paul) نے مسیحیت کے پھیلاؤ میں اہم کردار ادا کیا لیکن انھیں شہید کر دیا گیا۔ بہر حال مسیحیت پھیلتی چلی گئی۔ جب رومی شہنشاہ قسطنطین (Constantine) نے مسیحیت اختیار کی تو رومی سلطنت میں مذہبی رواداری بدل گئی۔ اس وقت مسیحیوں کے کئی گروہ تھے جن کے بارے میں مختلف خیالات تھے کہ صحیفے کی تشریح کیسے کی جائے اور کلیسیا کے کردار کو کیسے بیان کیا جائے۔

312ء میں قسطنطین (Constantine) نے میلان کے حکم سے مسیحیت پر سے پابندی ہٹا دی۔ بعد میں اس نے مسیحیت کو متحد کرنے اور نیکین عقیدہ قائم کرکے چرچ کو تقسیم کرنے والے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی۔ بہت سے علما کا خیال ہے کہ قسطنطنیہ کی تبدیلی مسیحی تاریخ میں ایک اہم موڑ تھا۔ 312ء کے بعد مسیحیت کو روم (Rome) کا سرکاری مذہب قرار دیا گیا۔ رومن کیتھولک کلیسیا مسیحی مذہب کا مرکز بن گئی۔ چناں چہ مرکزی گرجا گھر روم میں قائم ہوا۔ قسطنطنیہ (Constantipole) (موجودہ استنبول) نے اختلاف کیا تو 1054ء میں آرتھوڈکس فرقہ وجود میں آیا اور پھر مارٹن لوتھر نے سولھویں صدی عیسوی میں تحریک چلائی جس سے پروٹسٹنٹ فرقہ وجود میں آیا۔ سوسال تک کا یہ تنازع چلتا رہا۔ بعد ازاں مسیحیت کے سب فرقے اپنی حدود میں کام کرنے لگے۔

مشنریوں میں سے ایک پولس رسول (St. Paul) تھا جو خداوند یسوع مسیح پر ایمان لانے سے پہلے مسیحیوں پر ظلم کیا کرتا تھا لیکن خداوند یسوع مسیح کے ساتھ روحانی ملاقات کے بعد پولس کا مسیحیت میں تبدیل ہونا رسولوں کے اعمال (نیا عہد نامہ) میں بیان کیا گیا ہے۔ پولس رسول نے انجیل کی تبلیغ کی اور رومی سلطنت، یورپ اور افریقہ میں کلیسیائیں قائم کیں۔ تبلیغ کے علاوہ پولس رسول نے نئے عہد نامے میں 27 میں سے 13 کتابیں لکھی ہیں۔ مغرب کی آبادی کا تقریباً 70% حصّہ مسیحی ہے۔ دنیا کے سب سے زیادہ آبادی والے براعظم افریقہ اور ایشیا میں مسیحیت بڑھ رہی ہے۔

مسیحیت کے فرقے:

مسیحیت کے فرقے مختلف نظریات اور الگ الگ روایات کو برقرار رکھے ہوئے ہیں اور الگ الگ طریقوں سے عبادت کرتے ہیں، لیکن ان کے عقیدے کا مرکز خداوند یسوع مسیح کی زندگی اور تعلیمات کے گرد گھومتا ہے۔

مسیحیت بڑے پیمانے پر تین فرقوں میں تقسیم ہے:

کیتھولک (Catholic)، پروٹسٹنٹ (Protestant) اور مشرقی آرتھوڈوکس (Eastern Arthodox)

1۔ کیتھولک فرقہ دنیا بھر میں پوپ (Pope) اور کیتھولک بشپس (Catholic Bishops) کے زیرِ انتظام ہے۔

2۔ آرتھوڈوکس (یا مشرقی آرتھوڈوکس) کو آزاد اکائیوں میں تقسیم کیا گیا ہے جن میں سے ہر ایک ہولی سنوڈ (Holy Synod) کے زیر انتظام ہے۔

3۔ پروٹسٹنٹ مسیحیت کے اندر متعدد فرقے ہیں، جن میں سے بہت سے بائبل کی تشریح اور چرچ کی تفہیم میں مختلف ہیں۔

مسیحی اجتماعی عبادت:

مسیحیوں کی عبادت گاہ کو چرچ یا گرجا گھر کہا جاتا ہے۔ مسیحیوں کے ہاں عبادت اس قربانی کا شکرانہ ہے جو خداوند یسوع مسیح نے تمام انسانوں کی نجات کے لیے دی تھی۔ مسیحی انفرادی اور اجتماعی طور پر عبادت کرتے ہیں۔ وہ خالص نیت اور صدق دل کے ساتھ خدائے بزرگ و برتر کی عبادت کرتے ہیں۔ مسیحی مذہبی رسومات کے مطابق اجتماعی عبادت گرجا گھروں میں مذہبی رہنما کی قیادت میں ادا کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ گھر میں یا چرچ سے دُوری کی بنا پر انفرادی عبادت کسی جگہ پر بھی ادا کی جا سکتی ہے۔

تمام مسیحی گرجا گھروں میں مناسب، حیادار اور پاکیزہ لباس پہن کر عبادت کے لیے جاتے ہیں۔ گرجا گھروں میں دری، قالین یا بینچ پر بیٹھ کر عبادت کی جاتی ہے۔ مرد اور خواتین الگ الگ بیٹھتے ہیں۔ مرد سر ڈھانپے بغیر عبادت کرتے ہیں اور عورتیں سر ڈھانپ کر عبادت میں شریک ہوتی ہیں۔ بچوں کے لیے اتوار کو الگ سے عبادات کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں سنڈے سکول ٹیچر بچوں کو بائیبل مقدّس میں سے نبیوں کی زندگی اور مختلف کہانیوں کو پڑھ کر سناتی ہیں اور بائیبل مقدس کی مشہور آیات زبانی یاد کرواتی ہیں۔

مسیحی عبادت کا کچھ حصّہ کھڑے ہو کر ادا کیا جاتا ہے اور کچھ گھٹنے ٹیک کر ادا کیا جاتا ہے۔ مسیحی اجتماعی عبادت کا ایک حصہ زبور، مزامیر اور مسیحی گیتوں کی شکل میں ادا کیا جاتا ہے۔ عبادت کے دوران دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ عبادت کے دوسرے اہم حصہ میں پادری صاحب بائیبل مقدس میں سے حوالہ پڑھ کر خطبہ (Sermon) پیش کرتے ہیں۔ عبادت کے اختتام پر پادری صاحب کلیسیا، ملک و قوم، امن و آشتی، برکات، انسانیت اور خدا کے رحم کے لیے دعا مانگتے ہیں اور آخر میں برکت کے کلمات سے جماعت کو رخصت کرتے ہیں۔

تکفین و تدفین:

مسیحیت میں جب کوئی قریب المرگ ہو تو عزیز و اقارب روزہ رکھتے ہیں اور بیمار شخص کی شفا اور صحت یابی کے لیے خصوصی دعائیں کرتے ہیں۔ مریض کو پاک تیل (اس تیل پر خصوصی دعا کر کے برکت دی جاتی ہے) لگایا جاتا ہے اور اس شخص کی وفات کے بعد سادہ پانی سے غسل دے کر میت کو کفن پہنایا جاتا ہے اور تابوت میں منتقل کیا جاتا ہے۔ پادری صاحب بائبل مقدس سے مقررہ حصے کی تلاوت کرتے ہیں اور تابوت قبر میں اتار کر سیمنٹ کی سلیبوں سے ڈھانپ کر مٹی ڈال دیتے ہیں۔

قبر پر کتبہ لگایا جاتا ہے۔ ہر سال تاریخ وفات پر مرنے والے کی زندگی کے سالوں کی شکر گزاری کی جاتی ہے اور مرنے والے کے گھرانے اور عزیز و اقارب کی خیریت، ایمان میں مضبوطی اور مسیحی عقائد میں قائم رہنے کے لیے دعائیں کی جاتی ہیں اور شکر گزاری کی عبادت میں آنے والے تمام مہمانوں کے لیے کھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

موت کے بعد کی زندگی:

تمام مسیحیوں کا عقیدہ ہے کہ موت انسان کے لیے الٰہی فیصلے کا تجربہ ہے اور اس کے بعد دو منزلیں ہیں جنھیں فردوس اور جہنم کا نام دیا جاتا ہے بائبل مقدس موت کے بعد کی زندگی کا واضح بیان کرتی ہے جس میں جزا اور سزا شامل ہے جو لوگ مسیح کی مصلوبیت اور جی اٹھنے پر ایمان لاتے ہیں وہ فردوس میں دائمی جزا کے لیے منتقل ہو جاتے ہیں۔

پاکستان میں مسیحی:

پاکستان میں مسیحیوں کو پوری مذہبی آزادی حاصل ہے۔ مسیحی عبادت گاہیں پورے ملک میں موجود ہیں، جو فنِ تعمیر کا عمدہ نمونہ ہیں۔ مسیحی شہریوں کو پاکستان کے تمام اداروں میں نمائندگی حاصل ہے اور آئین پاکستان مسیحیوں کو مکمل اقلیتی حقوق دیتا ہے اور اُنھیں ووٹ کا حق بھی حاصل ہے۔ پاکستان کے مسیحی زیادہ تر کیتھولک فرقے پر مشتمل ہیں اور ویٹیکن (Vatican City) ان کا مرکز رشد و ہدایت ہے۔ چرچ آف انگلینڈ (Church of England) کی طرح یہاں بھی چرچ آف پاکستان (Church of Pakistan) قائم ہے جو پروٹسٹنٹ فرقہ کی نمائندہ تنظیم ہے۔ وہ بھی اپنی مذہبی سرگرمیاں آزادی سے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ مسیحی پاکستان میں اپنے مذہبی تہوار بھی پوری آزادی سے مناتے ہیں اور ایک دوسرے کے مذہب اور مذہبی تہواروں کا احترام کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے مذہبی تہواروں میں شریک ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆

مشق

(الف) مفصل جوابات لکھیے۔

1۔ خداوند یسوع مسیح کی حیاتِ اقدس کے بارے میں تفصیل سے بیان کریں؟

2۔ مسیحیت کی تبلیغ و اشاعت پر مفصل نوٹ لکھیں؟

3۔ خداوند یسوع مسیح کی تعلیمات کو تفصیلاً بیان کریں؟

(ب) مختصر جوابات لکھیں۔

1۔ دُنیا میں مسیحیت کے ماننے والوں کی تعداد کتنی ہے؟

2۔ نیرو بادشاہ کے دَور میں شاگردوں کا سردار کون تھا؟

3۔ مسیحیت کے تین بڑے فرقے کون سے ہیں؟

4۔ خداوند یسوع مسیح کے کوئی سے چھ حواریوں کے نام لکھیں۔

5۔ مسیحی اجتماعی عبادت کا طریقہ کار مختصر بیان کریں۔

6۔ مسیحی عقیدے کو بیان کریں۔

(ج) درست جواب کی نشاندہی کیجیے۔

1۔ دنیا میں مسیحیوں کی تعداد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔

(ا) دو ارب دس کروڑ (ب) دو ارب بیس کروڑ (ج) دو ارب تیس کروڑ (د) دو ارب اڑتیس کروڑ

2۔ خداوند یسوع مسیح کے بعد شاگردوں نے مسیحیت کی تبلیغ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔رکھی/ دی۔

(ا) ختم کر (ب) جاری (ج) کم کر (د) ا،ب،ج

3۔ خداوند یسوع مسیح مصلوب کیے جانے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کس دِن زندہ ہو گئے۔

(ا) پہلے دن (ب) دوسرے دن (ج) تیسرے دن (د) ساتویں دن

4۔ کسی شخص کے بیمار ہونے پر مسیحی گھرانوں میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے/ ہیں۔

(ا) عبادت منعقد کی جاتی (ب) مسح شُدہ تیل بیمار پر لگایا جاتا

(ج) بپتسمہ دیتے (د) کوئی خاص رسوم ادا نہیں کیا جاتیں

5۔ خداوند یسوع مسیح کی تعلیمات میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پر زور دیا گیا ہے۔

(ا) ہمدردی اور محبت (ب) معافی (ج) آسمان کی بادشاہی (د) ا،ب،ج

6۔ مسیحیت میں کیتھولک فرقہ کا سربراہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہلاتا ہے۔

(ا) پادری (ب) بشپ (ج) پوپ (د) فادر

7۔ 313 عیسوی میں کس رومی شہنشاہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نے مسیحیت سے پابندی ہٹا کر سرکاری مذہب قرار دیا۔

(ا) ہیرودیس (ب) پیلاطُس (ج) اگرپا بادشاہ (د) قسطنطین

(د) کالم (الف) کو کالم (ب) سے ملائیں اور جوابات کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
چرچ آف پاکستان	عہد نامہ جدید	
خدا باپ، یسوع مسیح بیٹا اور روح القدس	مسیحیت بطور سرکاری مذہب	
مسیحیت کا بڑا ماخذ	قسطنطنیہ	
روم	پروٹسٹنٹ	
313 عیسوی	عقیدہ تثلیث	
	نیرو	

(ہ) طلبہ کے لیے سرگرمیاں:

1۔ دُنیا کا نقشہ دیکھ کر اُن ممالک کی فہرست تیار کریں جن میں مسیحیوں کی اکثریت ہے۔

2۔ خداوند یسوع مسیح کی تعلیمات کے اہم نکات نوٹ کر کے ایک چارٹ بنائیں اور کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں

(و) اساتذہ کے لیے ہدایات:

1۔ خدمتِ خلق کے حوالے سے مسیحیوں کی خدمات طلبہ کو ذہن نشین کرائیں۔

☆☆☆☆